قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 19 فروری 2020ء 24 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 43

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ ۨ الۡحُسۡنٰی ۚ وَ سَنَقُوۡلُ لَہٗ مِنۡ اَمۡرِنَا یُسۡرًا ﴿۸۹﴾

(الکہف:89)

ترجمہ: اور وہ جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کئے تو اس کے لئے جزا کے طور پر سراسر بھلائی ہوگی اور ہم اس کے لئے اپنے حکم سے آسانی کا فیصلہ صادر کریں گے۔

فرمانِ رسول ﷺ

پہرے کی فضیلت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں لیلۃ القدر سے افضل رات کے بارے نہ بتاؤں؟ (وہ ایسی رات ہے جس میں) پہرہ دینے والا پُر خطر مقام پر پہرہ دے اور جانتا ہو کہ شاید وہ کبھی اپنے گھر والوں سے دوبارہ نہ مل سکے گا۔

(المستدرک علی الصحیحین، کِتَابُ الْجِهَادِ)

فرمان خلیفہ وقت

اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے مسلسل عاجزی اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہر حقیقی مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے نماز شروع کرنے اور ختم کرنے میں ایک واضح فرق ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے اس میں کوئی انا یا تکبر کا حصہ تھا بھی تو نماز ختم کرتے وقت اس کا دل ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح باقی عبادتیں ہیں۔ ہر عبادت کا خاتمہ اس کے تکبر کا خاتمہ اور تذلل کا اختیار کرنا ہو۔ اپنے روزمرہ معاملات میں ایک دوسرے سے سلوک اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دل میں عاجزی کی حالت لئے ہوئے ہو۔ پس عبادتیں ہمیں جھکائے چلی جانے والی ہونی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کو ہر وقت تازہ اور صحت مند پھلنے پھولنے والے پھل لگاتی رہے۔ ہردن ہمیں اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرواتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل کو بڑھانے والا بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استغفار کرتے رہنے والا بنائے۔ ہماری ہر نیکی اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں نیکی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں فلاح پانے والے ہوں۔(آمین)“

(خطبہ جمعہ مورخہ 10اپریل 2010)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

تعدد ازدواج کی وضاحت

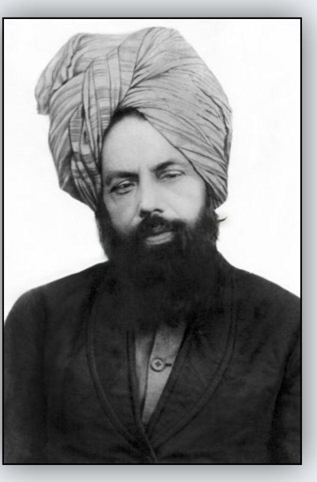

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں وہ تعدّدنکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اُس پر ایمان نہیں رکھتیں ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگراسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آ جاتی ہیں اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر یہ ظلم ہے کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے درحقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالیں جو طلاق کے قائم مقام ہے خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آ جاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں اُن کا کچھ ذکر نہ تھا اس لئے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کرسکی اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی اور اے عورتو فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرّف کی محتاج نہیں اور اُس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدّد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں ان کا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خداتعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد16 ص 80، 81)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- غزل
- رسول ہاشمی ﷺ
- شریعت اسلامی
- ذکر خیر مولانا بشیر احمد آرچرڈ
- سوشل میڈیا کے فوائد و نقصانات

دربارِ خلافت

مومنین کی کامیابی کا راز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’یقینا مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کہہ کر مومنوں کی کامیابی کی یقینی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ لیکن کون سے مومن؟ ان کی بہت سی شرائط اگلی آیتوں میں بیان فرمائی ہیں کہ ان شرائط کے ساتھ زندگی گزارنے والے مومن ہی فلاح پانے والے ہیں اور ان شرائط میں سے یا اُن اوصاف میں سے جن سے ایک مومن کو متصف ہونا چاہئے، پہلی خصوصیت یا حالت یہ ہے کہ وہ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ اپنی نمازوں میں خشوع دکھانے والے ہیں۔ ’’خاشع‘‘ کے عام معنی یہی کئے جاتے ہیں کہ نماز میں گریہ و زاری کرنے والے۔ لیکن اس کے اور بھی معنی ہیں اور جب تک سب معنی پورے نہ ہوں ایک مومن کی حقیقی معیار کی حالت پیدانہیں ہوتی۔ اور لغات کے مطابق خشوع کے یہ معنی ہیں کہ انتہائی عاجزی اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو بہت نیچے کرنا۔ اپنے نفس کو مٹا دینا۔ تذلّل اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو کمتر بنانے کے لئے کوشش کرنا۔ نظریں نیچی رکھنا۔ آواز کو دھیما اور نیچارکھنا۔پس دیکھیں اس ایک لفظ میں ایک حقیقی مومن کی نماز اور عبادت کا کیا وسیع نقشہ کھینچا گیا ہے اور جو انسان خداتعالیٰ کے آگے اپنی عبادتوں کے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے جھکے گا، اپنی عاجزی کو انتہا پر پہنچانے والا ہو گا، اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مٹانے والا ہو گا اور جو دوسری خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان کو اپنانے والا ہو گا تو پھر وہ جہاں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا ہو گا وہاں وہ اس طرف بھی توجہ دے گا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مخلوق کا بھی حق ادا کرنا ہے اور پھر یہ نمازیں اس کے دنیاوی معاملات سلجھانے والی بھی بن جائیں گی...اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اور فلاح والے اپنی عاجزی انکساری کی انتہا کو پہنچنے کے باوجود، لغویات سے پرہیز کرنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باوجود، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے کے باوجود، اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے باوجود، اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کے باوجود، اپنی نمازوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے کہ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کی مسلسل کوشش کو جو وہ اس کی رحیمیت کو جذب کرنے کے لئے کرتا ہے قبولیت کا درجہ دیتا ہے۔ یعنی رحیمیت کو جذب کرنے کی کوشش جو ہے وہ مسلسل رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے انسان قبول کیا جاتا ہے اور انجام اس کا بہترین نکلتا ہے۔پس اس نکتے کو ایک حقیقی مومن کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیشک یہ فرما دیا کہ مومن فلاح پا گئے جو یہ یہ کام کرتے ہیں لیکن اس فلاح کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہر ترقی اور ہر فضل جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں اسے اپنی کسی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ ہر ترقی کے بعد سمجھے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر یہ مادہ پیدا ہو جائے تو ترقی ہوتی چلی جائے گی ورنہ اس نطفے کی طرح جو رِحم میں جا کر مکمل پرورش نہیں پاتا اور چند ہفتوں کے بعد نکل کر ضائع ہو جاتا ہے، ہمارا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو عارضی طور پر جذب کرنے کے بعد اپنے کسی بد عمل سے ناکارہ ہو کر ضائع ہو سکتا ہے اور ہو جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 10اپریل 2010)

غزل

تیری صورت نگاہوں میں بستی رہے یونہی حسرت سے میں اِس کو تکتا رہوں
رقصاں رقصاں رہوں گیت گاتا رہوں سب کو دیوانہ ساخواہ میں دِکھتا رہوں

میں فقیرانہ آیا ہوں در پہ ترے ہوں گنہگار میں مجھ کو معلوم ہے
تیری نظرِ کرم یونہی پڑتی رہے یونہی مستوں میں مستانہ دِکھتا رہوں

بے قراری میں راحت کے سامان ہیں کیا عجب میری چاہت کے انداز ہیں
تیری قُربت میں بھی تیری فُرقت میں بھی مرغِ بِسمِل کی مانند تڑپتا رہوں

تجھ کو پانے کی لذت الگ ہے مگر تجھ کو کھونے کا بھی کچھ الگ ہے مزہ
ساتھ بھی ہم قدم بن کے چلتا رہوں پھر اچانک کہیں پہ بچھڑتا رہوں

کروں ریگزاروں کو گلشن کبھی ہر اندھیرے کو بھی جگمگاتا رہوں
بن کے بجلی کبھی میں چمکتا رہوں بن کے بادل کبھی میں برستا رہوں

پروفیسر کرامت راجؔ

خطیب جہاں اور یورپی یونین

عبقری لوگ تھے اور چنیدہ سبھی
با ادب صف بہ صف یورپی یونین

گر رہے تھے خطابت کے دُرِّعدن
چن رہی تھی صدف یورپی یونین

اک طرف تھا خطیبِ جہاں بولتا
سنتی تھی اک طرف یورپی یونین

خوبیاں ان کی ، کوتاہیاں بھی بیاں
گفتگو کا ہدف یورپی یونین

سن کے حیران تھی ساتھ تقریر کے
جو دلائل تھے لف یورپی یونین

جس کے آہنگ سے قدسیؔ سبھی چُور تھے
سن رہی تھی وہ دف یورپی یونین

عبدالکریم قدسیؔ

روحان احمد۔ غانا

رسولِ ہاشمی ﷺ ۔رحمت اور شفقت کے اُفق کا بادشاہ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران 32-31)

یعنی تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

جب سے یہ مخلوق وجود میں آئی ہے لاکھوں کروڑوں نے اس زمین پر اپنے قدم مارے مگر وقت کے ساتھ ساتھ ان سب کے نام و نشان مٹتے چلے گئے ۔

لیکن بعض عظیم وجود اپنے نام اور نقوش ہمیشہ ہمیش کے لئے تاریخ کے اوراق کو زینت بخشتے رہیں گے اور ان کی مہک، چمک اور شان تا قیامت انسانیت کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کرتی رہے گی۔

اور ان عظیم وجودوں کا تاج جس انسان کامل پر رکھا گیا اس کا نام احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفی ﷺ تھا۔

آج سے 15سوسال قبل سرزمینِ عرب کی مقدس وادی میں خدائے ربّ العالمین نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو دین حق کی اشاعت کے لئے مبعوث فرمایا۔بے دینی، بےراہ روی اور ظلم و تشدد نقطہ عروج پر تھا۔

مگر ہمارے نبی پاک ﷺ کی اخلاقی اور روحانی حالت ہر لحاظ سے ایک مکمل ضابطہ حیات تھی اور اپنی انتھک جدوجہد اور کوششوں سے روحانی اُفق کے ستاروں کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو کہ اَن پڑھ اور گنوار تھے مگر رسولِ ہاشمیؐ کی روحانی شعاؤں کے چھونے سے یہ مرض جاتا رہا اور اُس کا نعم البدل علم، عرفان اور حیاتِ جاوید تھا۔

جو دن رات شراب کے نشے میں مخمور رہا کرتے تھے وہ عبادت و ذکر الہیٰ میں منہمک ہوگئے۔ جو غیر عورتوں سے اپنے عشق کی داستانیں بر ملا سنا کر فخر کرتے تھے وہ عشق الٰہی میں ایسے محو ہوئے کہ دنیا ومافیہا کی ساری محبتیں کافور ہوگئیں ۔

وہ وحدانیت اور اکائی کی لڑی میں کچھ ایسے پروئے ہوئے تھے کہ ہر آنکھ کو مسرت بخشتے، ان کا ایمانی جوشِ حرارت قیصر اور کسریٰ کے محلات کوتھرانے پر مجبور کردیتا۔تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام کے پیغام سے تمام دنیا کو روشناس کرادیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایشیا کی گھاٹیوں، افریقہ کے صحراؤں، یورپ کے پہاڑوں اور جزائر کے ویرانوں میں توحیدکا پرچم لہرا کر آفاقِ عالم سے ظلم و جہالت کی تاریکیاں دور کرکے ہر طرف خدائے ذُوالجلال کا نور کشادہ کرنے لگا۔

جب سے آفتاب کی کرنوں نے اس زمین کو روشنی بخشی، ایسا انقلابِ عظیم جو کہ اس رسولِ رحمت ﷺ نے اس عالم میں برپا کیا اس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی ۔ یہ آپ ﷺ کی رحمت اور شفقت تھی کہ سب کو اپنی مقناطیسی قوت اور قوت قدسیہ سے اپنے اندر جذب کر لیا ۔

اسی کی تصدیق کرتے ہوئے ربانی قول ہے ۔

فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَہُمۡ وَلَوۡ کُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ فَاعۡفُ عَنۡہُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ وَشَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ (آل عمران: 160)

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے پس ان سے دَرگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔

ربّ العالمین اپنے پیارے رحمت عالمِ خلق حضرت محمد مصطفی ﷺ کے متعلق فرماتا ہے۔ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب 22)

یعنی یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ۔

نیز خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رسول کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ رکھ کر بتا دیا کہ اگر کسی نے حقیقی نجات پانی ہے اور روحانی اور اخلاقی کمال کا درجہ حاصل کرنا ہے اور اپنی آخرت سنوارنی ہے تو وہ نبی پاک ﷺ کی مبارک سیرت پر عمل کرنے کی ہر دم کوشش کرے۔

نبی پاک ﷺ کی حیات مبارک کی تو سینکڑوں حیرت انگیز مثالیں ہیں، جن میں سے خاکسار چند کو مختصراً چھوئے گا۔

ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کے پاس کچھ چادریں آئیں ۔ آپ ﷺ نے ایک چھوڑ کر سب چادریں اپنے صحابہؓ میں تقسیم کردیں ۔

آپؐ کے ایک صحابی مخرمہؓ جو کہ نابینا تھے جب آپؓ کو اس فعل کی اطلاع ملی تو روایت میں آتا ہے کہ آپؓ گرتے پڑتے شکوہ کرتے آپ ﷺ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ سب چادریں تقسیم کردی گئیں ہیں اور ہمیں محروم کردیا گیا ہے۔ہمیں بھی ہمارا حصہ دیا جائے۔

نبی پاک ﷺ نے کمال شانِ بے نیازی سے ایک چادر نکالی اور بڑی محبت اور پیار سے یہ فرماتے ہوئے وہ چادر اس معذور صحابیؓ کے حوالہ کردی کہ اے مخرمہؓ !ہم نے تو پہلے ہی یہ چادر تمہارے لئے بچا رکھی تھی۔

اب دیکھیں کہ یہ کیسی محبت، پیار، رحمت اور شفقت کا عجب نظارہ تھا۔ آپ ﷺ کے کوئی دو چار صحابہ نہ تھے کہ وہ آپ ﷺ کو یاد رہے مگر یہ رحیم و کریم رسول کی رحمت ماؤں سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔

حضرت امام الزمان حضرت مرزا غلام احمدؑ فرماتے ہیں کہ دنیا کی حالت بہت ہی قابلِ رحم ہو چکی تھی ۔ اخلاق، اعمال، عقائد سب کا نام و نشان اُٹھ گیا تھا اس لئے اس امت کو مرحومہ کہا گیا ۔ کیونکہ اُس وقت بڑے ہی رحم کی ضرورت تھی اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108)
(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 108)

حضرت رحمت عالم ﷺ کے رحمت بھرے اقوال اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان سب کو بیان کرہی نہیں سکتے۔رسول کریم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ رحمت کا درس دیا بلکہ خود بھی سب سے زیادہ اس کا عملی اظہار فرمایا۔

نبی پاک ﷺ کے رحمت العالمین ہونے کی تو ان گنت دلیلیں ہیں مگر ان میں سے ایک سب سے بڑی دلیل فتح مکہ کہ موقع پر کفارِ مکہ کی معافی ہے۔

معافی ان لوگوں کو دی گئی جن میں وہ بھی تھے جنہوں نے اپنی زندگیاں آپ ﷺ کے خلاف زہر اگلنے کے لئے وقف کی ہوئیں تھیں اور ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے تھے اور ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کے اہل کو نقصان پہنچایا تھا اور ان میں وہ بھی تھے جن کی تلواروں نے ذاتِ پاک سے گستاخیاں کی تھیں۔

نیز اس سب کے باوجود آپ ﷺ نے لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ (صحیح البخاري، کتاب تفسیر القرآن) کہہ کر اُن سب کو معاف فرما دیا۔

اسی طرح ایک بڑھیا تھی جو آپ ﷺ پر روزانہ کوڑا پھینکا کرتی تھی اور حضور ﷺ مسکرا کر خندہ پیشانی سے آگے گزر جاتے۔ اگر کسی دن اس کو غیر حاضر پاتے تو تشویش ہوتی کہ کیا وہ بڑھیا بیمار تو نہیں اور جب معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے تو عیادت کے لئے آپ اس کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

اورہمیں خدا تعالیٰ کا یہ عظیم الشان قول وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ کیسے عمدہ رنگ میں پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

آج مغربی دنیا میں عورت سے مشفقانہ سلوک کے حوالہ سے بڑا چرچہ کیا جاتا ہے اور ان کی زبان پر کچھ ایسے محاورے رائج ہیں جسے وہ عورتوں سے اپنی رحم دلی کا اظہار کرتے ہیں۔مثلا؛ جیسے ، Glass, with care or ladies first ۔

اگر اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ تو ہمارے پیارے معشوقِ عالم حضرت محمد مصطفی ﷺ نے آج سے 1500سو سال قبل عورتوں کے حقوق میں استعمال فرمائے تھے۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے کہ اچانک اونٹ پھسل گیا اور آپ دونوں گر پڑے ۔ حضرت ابو طلحہؓ فوراً آپ ﷺ کی طرف بڑھے تو آپ ﷺ نے فرمایا عَلَیۡکَ بِالۡمَرۡاَۃِ-اَلۡمَرۡاَۃُ اَلۡمَرۡاَۃُ۔
(صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر)

کہ پہلے عورتوں کا خیال کرو ۔ یعنی ladies first

اور اسی طرح ایک دفعہ کچھ ازواجِ مطہرات آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھیں۔ ایک حبشی غلام حدّک پڑھنے لگا؛ جس کی وجہ سے اونٹ تیزی سے چلنے لگے اور آپ ﷺ کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ازواجِ مطہرات میں سے کوئی گر نہ جائے ۔ تو آپ ﷺ فرماتے ہیں ، رُوَیۡدَکَ سَوۡقًا بِالۡقَوَارِیۡرِ۔
(صَحیح البخاري کتاب الادب باب المعارض)

دیکھنا یہ شیشے اور آبگینے کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔ یعنی Glass, with care

اسلام ہی ہے جس نے عورتوں کی انسانیت کو نمایاں کر کے دکھایا اور رسول کریم ﷺ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عورتوں کے بلحاظ انسانیت، برابر کے حقوق قائم کئے اور ان سے مشفقانہ اور رحم دلی کا سلوک کرنے کی نصیحت پر زور دیا۔ یہاں تک کہ حجۃالوداع کے موقع پر بھی آپ ﷺ نے اس حکم نامہ کی طرف پھر رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا؛ وَاسۡتَوۡصُوۡا بِالنِّسَاءِ خَیۡرًا
(صَحیح البخاري،کتاب ا لنکاح)

یعنی کہ عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔

نبی پاک ﷺ کی تو ایسی بے تحاشہ مثالیں ہمیں نظر آتیں ہیں۔ مگر افسوس در افسوس ، ملاؤں نے تو غیر اقوام کو اسلام میں داخل کرنے کی بجائے مسلمانوں ہی کو اسلام سے خارج کرنا محبوب مشغلہ بنا لیا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آخر کیوں مسلمان آج تماشہ اور عبرت بن گئے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کے سچے مسیح اور مہدی کو ٹھکرا دیا اور خدا کے قائم کردہ خلیفہ بر حق کے ہاتھ پر اکٹھے ہونے کے بجائے خلافت ہی کو مٹانے کے درپے ہوگئے اور اسلام دوستی کے نام پر اسلام دشمنی کے مرتکب ہوگئے۔

ہم خوش قسمت ہیں اور خدا تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے کہ ہمیں اس زمانے کے امام الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کو ماننے کی توفیق ملی ، جنہوں نے ہماری ہر موڑ پر رہنمائی فرمائی اور ہمارے سامنے رسول کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ کا فعلی ڈھانچہ اپنے عمل سے پیش فرمایا۔اور ایسی جماعت قائم کی جس کی مشابہت پہلوں سے جاملی۔وَآخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ: 4)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ ﷺ کی سنتِ مبارک پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

****

محمد اشرف کاہلوں

شریعت اسلامی انسانی فطرت کے عین مطابق ہے

شریعت اسلامیہ انسانی فطرت کے تمام تقاضوں پر احسن رنگ میں پورا اترنے والی شریعت حقہ ہے۔انسانی فطرت جدت طراز ہے۔قول و فعل میں ارتقائی افق رکھتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ خالق ارض و سماءاس کی علت غائی کے جملہ سامان عبادات میں بھی رکھ چھوڑے ہیں۔

عبادات میں فرائض تو لازمی امر ہیں لیکن چونکہ فطرت انسانی میں استباق کی روح بھی کارفرما ہے اس لئے ان کے ساتھ نوافل کا رشتہ بھی جوڑ دیا گیا ہے تاکہ روح روحانی تسکین کی معراج کو پہنچ جائے۔پنجوقتہ نماز کی ادائیگی فرض ہے لیکن اس کے ساتھ نفلی عبادت کا تعلق بھی استوار کردیا گیا ہے مثلاً تہجد ،اشراق،چاشت،تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد نوافل وغیرہ۔

ان نوافل میں سے چاشت کی فضیلت کا ذکر مقصود تحریر ہے جسے صلوۃ ضحی اور صلوۃ اوابین بھی کہاجاتا ہے۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہرآدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمہ اس کے ہر جوڑ کا صدقہ واجب ہوتا ہے۔اس لئے کل تسبیح صدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر صدقہ ہے لیکن ضحی کی دو رکعتیں ان سب کی کفایت کر جاتی ہیں۔

(ریاض الصالحین۔باب چاشت بحوالہ مسلم)

اس نماز کے نوافل کی تعداد میں اختلاف ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیلﷺ نے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے،چاشت کی دو رکعات پڑھنے اورسونے سے قبل وتر پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ نبی اکرمﷺ چاررکعتین پڑھا کرتے تھے اگر اللہ چاہتا تو زیادہ بھی ادا کرلیتے(مسلم۔ایضاً) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر میں آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپؐ غسل فرما رہے تھے۔غسل کے بعد آپﷺ نے آٹھ رکعتیں چاشت کے وقت ادا کیں۔

(متفق علیہ)

صلوۃ اوابین کی ادائیگی کا وقت کیا ہے؟اس سلسلہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کوچاشت کی نمازپڑھتے ہوئے دیکھا توفرمایا کہ یہ جوگ جانتے ہیں کہ دوسرے وقت میں اسے پڑھنا افضل ہے بیشک رسول اللہﷺ نے فرمایا تھا کہ اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرمی سے جلنے لگیں۔ (صحیح مسلم)

نوافل کی اہمیت و فضیلت اس حدیث مبارکہ سے بھی خوب مترشح ہوتی ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تواس کے کان ہوجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہوجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(بخاری۔کتاب الرقاق۔نمبر6502)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نوافل کی فلاسفی یوں بیان فرماتے ہیں۔حدیث میں آیا ہے کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے نوافل سے مراد یہ ہے کہ خدمت مقررہ میں زیادتی کی جاوے۔ہرایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کرکے سست ہو جاتا ہے لیکن مومن زیادتی کرتا ہے۔نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہرایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔مومن محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کے دل میں ایک درد ہے جواسے بے چین کرتا ہے اور وہ دن بہ دن نوافل و حسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا تعالیٰ بھی اس کے قریب ہوتا جاتا ہے حتی کہ مومن اپنی ذات کو فنا کرکے خدا تعالیٰ کے سایہ تلے آ جاتا ہے اس کی آنکھ خدا تعالیٰ کی آنکھ۔اس کے کان خدا تعالیٰ کے کان ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا تعالیٰ کی مخالفت نہیں کرتا۔ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کی زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور اس کا ہاتھ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوجاتا ہے۔

(ملفوظات جلد4ص30)

****

ارشد محمود۔گلاسگو

مولانا بشیر احمد آرچرڈ صاحب مرحوم (1920ء تا 2002ء) کا ذکرِ خیر

یہاں یہ عاجز اس بُزرگ صوفی، عالم باعمل، داعی الی اللہ، جماعت کے فدائی اور پہلے یورپین مُبلغ کا ذکرِ خیر کرنا چاہتا ہے جو سب سے پہلے مشنری کے طور پر 1949ء میں اور 1951ء میں دو دفعہ اسکاٹ لینڈ متعین کئے گئے اور تقریباً کل ملا کر تقریباً بیس سال تک یہاں رہ کر اسلام احمدیت کی خدمت کی۔ آپ 26 اپریل 1920ء کو انگلینڈ کے شہر Devon میں ایک کیتھو لک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کا نام James Brian Orchard تھا۔ آپ فوج میں بھرتی ہوئے جہاں سے دوسری جنگِ عظیم کے دوران 1942ء میں ہندوستان کا سفر کیا جہاں 1944ءمیں آپ کو احمدیت کا پیغام ملنے کے نتیجے میں قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ یہاں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہُ کی شخصیت سے حددرجہ مُتاثر ہوئے اور دل میں عہد کیا کہ آئندہ لغویات سے پرہیز کروں گا اور جہاں تک ہوسکا اسلام کو سمجھ کر اس پر عمل کروں گا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضورؓ نے آپ کا نام بشیر احمد آرچرڈ رکھا۔

اصل میں آپ کا قبولِ اسلام اور وقف کرنا، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اُس خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پورا کیا، جب آپؑ نے ایک دفعہ فرمایا:

”ہم ہمیشہ دُعا کرتے ہیں اور ہماری ہمیشہ سے یہ آرزو ہے کہ یورپین لوگوں میں سے کوئی ایسا نکلے جو اس سلسلہ کے لئے زندگی کا حصہ وقف کرے...

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 451)

قادیان سے واپسی پرہندوستان میں ہی جنگ عظیم دوم کے دوران آپ نے وقف کرنے اور مُبلغ کے طور پر آئندہ زندگی گزرانے کا عہد کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اس بارہ میں خط لکھ دیا، لہٰذا آپ کی بیعت اور وقف دونوں1944ء میں قبول کئے گئے اور اس کے بعد آپ کا خلیفہء وقت سے مسلسل ایک رابطہ اور عشق رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ دل سے مسلمان اور احمدی اُسی وقت ہوگئے تھے جب آپ نے قادیان کا پہلا دورہ کیا مگر وقف کرنے کے بعد آپ قادیان رہے جہاں آپ نے دین کو گہرائی سے سیکھا اور مُبلغ کے طور پر آپ کو گلاسگو بھجوایا گیا۔

ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہُ نے آپ کو خط میں لکھا:

”بے شک آج تمہیں کوئی نہیں جانتا اور کسی نے تُمہارا نام نہیں سُنا لیکن یاد رکھو ایک زمانہ آئے گاکہ قومیں تُم پر فخر کریں گی اور تُمہاری تعریف کے گیت گائیں گی، اس لئے تُم اپنے کردار اور گُفتار پر نظر رکھو“

درج بالا سطور یقیناًایک عظیم الشان شخصیت کی طرف سے لکھے گئے وہ سنہرے حروف تھے جن کو مولانا آرچرڈ صاحب نے اپنی آئندہ زندگی میں ایک عظیم ذمہ داری کے طور پر لیا اور اپنے عمل سے اپنے وقف کا پورا پورا حق ادا کیا۔ چُنانچہ گلاسگو میں تعیناتی کے دوران ایک واقعہ درج کرنا یہاں مُناسب معلوم ہوتا ہے:

محترم بشیر احمد رفیق صاحب مرحوم سابق امیر ومُبلغ انچارج برطانیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک خط محترم آرچرڈ صاحب کو اُس وقت لکھا جب آپ اسکاٹ لینڈ میں بطور مُبلغ تعینات تھے۔ نومبر کے آغاز میں لکھے گئے اس خط میں کہا گیا تھا کہ وہاں کے مقامی افراد کو احمدیت کی آغوش میں لانے کے لئے مزید محنت کریں، میری یہ خواہش تھی کہ کچھ بیعتیں اگر مل جائیں۔ آرچرڈ صاحب نے جواب میں لکھا کہ میں تو کوشش کررہا ہوں مگر اسکاٹش لوگوں کی طرف سے مثبت جواب نہیں مل رہا۔ امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ ہی دنوں کے بعد آرچرڈ صاحب کی طرف سے دوسرا خط ملا جس میں تحریر تھا کہ اس سال کے اختتام تک ہمیں تین بیعتیں مل جائیں گی۔ مجھے حیرت ہوئی کہ پہلے خط میں تو مُختلف خیال تھا مگر اتنی جلدی کیسے ممکن ہے کہ تین بیعتیں مل جائیں اور وہ بھی سال کے اختتام تک، بہرحال آرچرڈ صاحب

نے صرف ڈیڑھ ماہ کے وقت میں تین بیعت فارم بھجوادیئے۔ امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد جب میری مُلاقات محترم آرچرڈ صاحب سے ہوئی تو میں نے پُوچھا کہ وہ تین افراد کی معینہ مُدّت کے اندر بیعت کر لینے کے بارہ میں قبل از وقت کیسے بتا سکتے تھے؟ تب انہوں نے بتایا کہ میرا خط ملنے کے بعد انہوں نے نہایت گریہ و زاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کیں کہ وہ رحم فرماتے ہوئے اسی سال کچھ اسکاٹش لوگوں کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرمادے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اطلاع دی گئی کہ تین مقامی افراد بیعت کرنے کے لئے تُمھاری طرف بھجوائے جائیں گے، اور علیم و خبیر کی طرف سے دی جانی والی یہ اطلاع اُس متوکل شخص نے اُسی وقت لکھ کر بھجوادی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک اور موقع پر محترم آرچرڈ صاحب نے ان تین اسکاٹش بیعتوں کے بارہ میں بیان کیا کہ :

’’میں نے کوئی سعی نہیں کی بلکہ یہ تمام افراد باری باری گلاسگو سنٹر میں داخل ہوئے اور اسلام احمدیت سے تعارف حاصل کرنا شروع کیا جس سے ان کے دل مطمئن ہوئے اور یہ اسکاٹش لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے‘‘

محترم آرچرڈ صاحب کی وقت کی پابندی کے تعلق سے بیان کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے دیکھا کہ گلاسگو کے احمدی احباب، جماعت کے پروگراموں میں ہمیشہ کچھ دیر سے پہنچنے کے عادی ہیں، لہٰذا آپ نے یہ طریق اختیار کیا کہ مقررہ وقت پر پروگرام شروع کردیتے خواہ سامنے کوئی بھی نہ ہو۔ جلد ہی احباب نے محسوس کیا کہ آرچرڈ صاحب تقریر کررہے ہیں اور سامنے ایک دو دوست بیٹھے ہیں تو اس معاملے میں سب نے اپنی اصلاح کی اور وقت پر جماعت کے پروگراموں میں آنا شروع کیا۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مولانا بشیراحمد آرچرڈ صاحب کا ملک حفیظ الرحمٰن صاحب سابق صدر جماعت ایڈنبراکے ساتھ بہت قریبی تعلق تھا جو اُن کے گلاسگو سے انگلستان جانے کے بعد بھی قائم رہا۔ 1976 ء میں آرچرڈ صاحب کی جلسہ سالانہ برطانیہ میں Paradise on earth کے موضوع پر چالیس منٹ کی ایک اہم تقریر تھی لیکن وہ علیل ہوگئے اور جلسہ پر نہ جاسکے۔ صورتحال کے پیشِ نظر اُنہوں نے یہ تقریر کرنے کے لئےملک صاحب کا نام بھجوا دیا اور ملک صاحب کو کہا کہ پروگرام کے مطابق جس وقت اُن کی تقریر شروع ہوگی وہ دُعا کرنی شروع کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ایسا ہوا کہ تقریر بہت کامیاب ہوئی جس پر جماعت کے افراد کی جانب سے اُنہیں زبانی اور تحریری طور پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

آرچرڈ صاحب شاعر بھی تھے ، جب وہ نظمیں لکھتے تو عام طور پر ملک حفیظ الرحمٰن صاحب کو بھی بھجواتے۔ آرچرڈ صاحب نے نہایت سادہ اور طویل خدمت کرتے ہوئے زندگی گزاری اور آخر وقت تک آپکا خلافت سے وفا اور عشق کا تعلق قائم رہا۔ خُدا تعالیٰ اس فدائی مبلغ کو غریقِ رحمت کرے اور اُن کی اولاد کو بھی خدمتِ دین کی توفیق احسن رنگ میں کرنے اور ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا کرے، آمین

****

ریاض احمد ملک

تہران سے ڈھاکہ تک کارریلی

دسمبر1970ءمیں تہران سے ڈھاکہ تک کارریلی کا انعقاد کیا گیا۔ملک اعجاز احمدنےاس ریلی میں شرکت کی اور دوسری پوزیشن حاصل کی ۔ان کے والدِ محترم میجر ملک حبیب اللہ خان امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع چکوال جن کو جنرل محمد ضیاء الحق صدرِ پاکستان نے1988ءمیں اٹک آرٹلری ری یونین پر آرٹلری شیلڈ دی تھی۔ چونکہ اس ری۔ یونین کے موقع پرمیجر ملک حبیب اللہ خان وہ واحد سینئر آفیسر تھے ، جنہوں نے پہلی جنگِ عظیم اور دوسری جنگِ عظیم میں شرکت کی تھی۔ اس لئے آپ کو گنر آف دی ری یونین کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ اس کے بعد وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے بھی اٹک آرٹلری ری یونین میں آرٹلری سوئنیر دیا۔

ملک اعجاز احمد کے دادا کپتان غلام محمد ایک دلیر داعی الی اللہ کو بھی پہلی جنگِ عظیم میں توپ انعام ملی تھی۔ اسی توپ کو جہلم سے وصول کرکے دوالمیال لا کرتالاب کے کنارے قلبِ قریہ میں سجایا گیااور اس گاؤں کو ساری دنیا میں توپ والے گاؤں سے مشہور کروانے والے کپتان غلام محمد تھے۔

ملک اعجاز احمد آپ کے پوتے نے بھی دوالمیال کے گاؤں کوروشن کرنے کی ٹھانی ۔ ملک اعجاز احمد چٹی دند کالری اور الفتح ٹرانسپورٹ کمپنی کے پروپرائیٹر تھے۔

انہوں نےاس ریلی میں شرکت کی تیاری شروع کردی۔ جسمانی ورزشیں اور ڈرائیونگ کی تیاری ،غرض آپ نے اپنے آپ کواس ریلی کے لئے مصمم ارادے سے مکمل تیاری کرلی۔ آپ کے اس کارریلی میں معاون ڈرائیور غلام حسین تھا۔ یہ سب مکمل روداد غلام حسین ڈرائیور ولد فضل خان موضع شاہ پور ضلع چکوال نے سنائی جو آپ کے ہمراہ تھااور ابھی بقید حیات ہے۔

ملک اعجاز احمد کے پاس FIAT124 S اس کار کے ساتھ آپ نے تہران سے ڈھاکہ تک کارریلی میں شامل ہونا تھا۔

گھر والوں کی ،گاؤں والی اور علاقہ کہون کے لوگوں کی دعائیں لیتے ہوئے دوالمیال سے آپ کی کار روانہ ہوئی۔ آپ اور آپ کا ڈرائیور پشاور پھر تورخم پہنچے۔ پھر افغانستان میں کابل میں آپ نے رات بسر کی۔ پھر کابل سے روانہ ہو کر تہران پہنچ گئے۔ دو دن تہران میں قیام کیا۔ کار کو چیک اپ (CHECK UP)کے لئے انجینئر کے حوالے کیااور خود ہوٹل میں قیام کیا۔ تیسرے دن کارریلی شروع ہونی تھی۔ اس کارریلی میں کل 64گاڑیوں نے حصہ لیا۔ ملک اعجاز کی گاڑی کو 24نمبر الاٹ ہوا۔

تہران سے جب کارریلی کا آغاز ہوا تو تمام گاڑیاں لائن میں کھڑی کردی گئیں اور نمبر وار ایک ایک منٹ کے بعدوہاں سے گاڑی کو نکالا جانا تھا۔ تہران کے بعد پہلا پڑاؤکابل میں دو دن اور ایک رات کے سفر کے بعد تھا۔ کابل میں جس نمبر پرگاڑی وہاں پہنچی اس کا نمبر نوٹ کرلیاجاتا تھا۔ اور ٹائم بھی۔ رات کابل میں ٹھہرے۔دوسرے دن صبح پھرجس طرح گاڑیاں کابل میں داخل ہوئی تھیں۔ اسی ترتیب سے کھڑی کردی گئیں اور پھر اسی طرح ایک ایک منٹ کے وقفہ کے بعدان کو نکالا گیا۔ کابل سے بھی ملک اعجاز صاحب نے اپنا سفر شروع کردیا۔ اب تھوڑاسا وقفہ اسلام آباد اور اگلا پڑاؤ دہلی تھا۔

ملک اعجاز احمد بجنوٹ BOJNOOT کے مقام پر پہنچے توآپ کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہوگیا۔ اس وقت ملک اعجاز احمد ہی کار چلا رہے تھے۔ وہاں رکے آپ کے معاون ڈرائیور غلام حسین نے ڈگی کھول کرپانا(چابی)نکالی اور ویل کے نٹ کھولنے شروع کردیئے اور ملک اعجاز احمدنے ٹائر نکال لیا۔ اتنے میں اوپر ہیلی کاپٹر بھی پہنچ گیاجو اس کارریلی کی دیکھ بھال پر مقیم تھا۔ تین منٹ میں ٹائر بدل کرملک اعجاز صاحب نے گاڑی سٹارٹ کرلی۔ دوسرے دن کے اخبارات میں بھی یہ خبر چھپی کہ گاڑی کا ٹائرصرف تین منٹ میں کارریلی کے شرکاء نے بدل دیا کارریلی کے منعقد کرنے والوں کوورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کیوں نہ ایسا ہوتاان کے ساتھ اس کے بزرگوں اور علاقہ کے لوگوں کی دعائیں تھیں۔

اس کے بعد آگے کا سفر جاری ہو گیا،لنڈی کوتل کے قریب ایک سکھ کی کار کھڑی تھی۔ یہ کار بھی ریلی میں شامل تھی۔ جب ملک اعجاز احمد نے اس سکھ کی کار کو دیکھا توقریب جا کر بریک لگائی۔ آپ نے بریک لگا کران سے ٹھہرنے کی وجہ پوچھی۔ تو اُس سکھ نے بتایا کہ میرا پٹرول ختم ہوگیا ہے۔ تو ملک اعجاز احمد نے ڈرائیور کو کہا کہ انہیں ڈگی سے چار گیلن پٹرول کا کین نکال کر دے دو۔ اور یہ پرواہ کئے بغیر کہ ریلی جو اُن کے لئے بہت اہم تھی۔ خدمتِ خلق کو ترجیح دی۔ پھر اس کے بعد آگے چل پڑے۔ اگلا پڑاؤاسلام آباد پاکستان میں تھا۔ اسلام آباد پہنچ گئے ،لوگوں نے تمام ریلی والوں کوخوب جوش و خروش سے خوش آمدید کہا۔ اسلام آباد میں 3 گھنٹے رکنے کے بعد قافلہ آگے کو چلنا تھا۔ وہاں اسلام آباد میں وہ سکھ بھی پہنچ گیا اور بہت شکریہ ادا کرنے کے ساتھ وہ پٹرول واپس کرنے کے لئے ملک اعجاز صاحب کے پاس آیا،لیکن ملک صاحب نے اُسے کہا کہ میں نے آپ کو پٹرول واپس لینے کے لئے نہیں دیا تھا۔ بلکہ اس لئے دیا تھا۔ کہ میری غیرت گوارا نہیں کررہی تھی کہ اس ریلی میں شریک رکن پٹرول کی وجہ سے ریلی سے رہ نہ جائے۔

اسلام آباد میں تین گھنٹے کے بعدپھر گاڑیاں روانہ ہو گئیں۔ جی۔ ٹی روڈ سے گزر کرلوگوں کو والہانہ نعروں اور جوش و خروش میں لاہور پھرواہگہ بارڈر پر پہنچ گئے۔ جب واہگہ بارڈر پر پہنچے تووہاں وہ سکھ کھڑا تھا۔ اُس نے ہماری گاڑی کو روکا۔ ملک صاحب نے گاڑی کو بریک لگائی۔ تو اُس نے ایک کوپن والی کاپی ملک صاحب کو دی اور کہا کہ میں آپ کا شکریہ تو نہیں ادا کرسکتاکیونکہ آپ نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے۔ اور میری مدد کی۔ لیکن اب میری گزارش ہے کہ آپ یہ کوپن والی کاپی لے لیں اور بھارت (INDIA)میں جس جگہ بھی پٹرول ڈلوائیں یہ کوپن انہیں دیتے جائیں اور کسی جگہ کوئی پیسہ نہ دیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ میری اس گزارش کوضرور منظور کریں گے۔ ملک اعجاز احمد نے اس کے خلوص کو دیکھتے ہوئے وہ کوپن والی کاپی لے لی اور رستے میں تمام بھارت میں انہی کوپنوں پر پٹرول ڈلواتے رہے۔ آگے پھر قافلہ رواں دواں اب اگلی منزل دہلی تھی۔ دہلی پہنچے وہاں بھی والہانہ استقبال تمام شرکاء کا کیا گیا۔ راستے میں ملک اعجاز احمد کی گاڑی کے شیشے ٹوٹ گئے تھے۔ کیونکہ راستے میں لوگ آگےآکرگاڑی پر ہاتھ مار مار کرپوچھتے تھے کہ کس ملک کی گاڑی ہے۔ یہ شیشے ٹوٹنے کا واقعہ کاہن پور کے مقام پر پیش آیا۔

واہگہ سے دہلی جاتے ہوئے ایک جاپانی ڈرائیور کی گاڑی آگے تھی۔ راستے میں ایک بہت ہی تنگ پل سے گزرتے ہوئے وہ گاڑی پل کے ساتھ ٹکرائی اور ڈرائیور سمیت دریا میں گر گئی اور ڈوب گئی کابل سے دہلی تک کا سفر دو دن اور ایک رات کا تھا۔

دہلی سے اگلی منزل کھٹمنڈو (نیپال) تھی۔ دہلی سے روانگی کے بعددودن ایک رات کاسفر تھا۔ اوربہت ہی مہم جوسفر تھا۔ اورآپ بخیرو خوبی کٹھمنڈو پہنچ گئے۔

کھٹمنڈو رکنے کے بعد آگے پھر گاڑی کی روانگی تھی۔اب تمام

گاڑیوں نے خوب زور لگایا۔ وہاں آگے ہمارے ایک پاکستانی زاہد جاوید جو سیالکوٹ کا رہنے والا تھا۔ اور ڈھاکہ میں اس کے والدین اور رشتہ دار کاروبار کرتے تھے۔ اس کو ملک اعجاز احمد نے پاس کیااور دوسری گاڑیوں کو بھی اور آگے اب سمندر آگیاوہاں گاڑی کو روکا۔ آگے پہلے نمبر پرملک اعجاز احمداور دوسرے نمبر پر زاہد جاوید کی گاڑی تھی۔

وہاں گاڑی فیری میں ڈال دی گئی اور اس کو چلنے کے لئے کہا گیا توپتہ چلا کہ 6گاڑیاں آجائیں گی تو پھر یہ جہاز چلے گا۔ 6گاڑیاں آگئیں تو جہاز چل پڑا۔

عرشے پر جا کرتمام ڈرائیور بیٹھ گئے۔وہاں غلام حسین کو ملک اعجاز احمد نے بتایا کہ زاہد جاوید بھی پاکستانی ہیں اور ان کے والدین اور رشتے داروں کاڈھاکہ میں کاروبار ہے۔ باتوں باتوں میں زاہد جاوید نے ملک اعجاز احمد کی منتیں کرنی شروع کردیں کہ آپ مجھے پہلے آگے نکلنے دیں۔ غلام حسین نے تو ملک اعجاز احمد کوکہا کہ یہ ریس ہے دونوں زور لگائیں، دیکھیں کون جیتتا ہے۔ لیکن زاہد جاوید نے کہا کہ میرے توتمام رشتے دارڈھاکہ میں ہوں گے تو اس طرح میری عزت کی خاطرآپ بات مان لیں ۔ ملک اعجاز احمد کا دل پسیج گیااور انہوں نے اس سے وعدہ کرلیا کہ اگر تو پہلے نمبر پر رہا تومیں تمہارے پیچھے دوسرے نمبر پررہوں گالیکن اگرکسی اور ملک کی گاڑی تم سے آگے نکل گئی تو پھرمیرا یہ وعدہ نہیں کہ میں تمہارے پیچھے رہوں گا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کاہی ڈرائیور پہلی پوزیشن حاصل کرے۔ آپ اب خوب زور لگائیں تاکہ آپ پہلے نمبر پر ہوں۔ اور پاکستان کا نام روشن ہواور میرا وعدہ ہے کہ اگر تم پہلے نمبر پرہوئے تو میں تمہیں کراس کرکے یا زور لگا کرپہلے نمبر پر آنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ اور تم سے آگے کوئی اور نکلا توپھر میں اُس کا مقابلہ ضرور کروں گاتاکہ پاکستان کا جھنڈا بلند رہے۔

جب ساحل پر اُترے ،پہلے چونکہ ہم آئے تھے۔ اس لئے آگے ہم نے گاڑی لگائی۔ اور پیچھے دوسرے نمبر پرزاہد جاوید نے۔ ملک اعجاز احمد صاحب نے وعدہ کے مطابق گاڑی ایک سائیڈپر کھڑی کرلی اور زاہد جاوید کو آگے جانے کااشارہ کردیا۔ وہ آگے چلے گئے اور کچھ وقت کے بعد ملک اعجاز احمد صاحب روانہ ہوئے۔

کچھ آگے پہنچے تھے کہ دیکھا کہ زاہد جاوید کی گاڑی خراب ہوگئی۔ ملک اعجاز احمد نے گاڑی کو اس کی گاڑی کے پیچھے کھڑا کردیا۔ غلام حسین ڈرائیور نے کہا کہ صاحب چلو لیکن آپ نے کہا کہ میں وعدہ نہیں توڑوں گا۔ اور زاہد جاوید کی گاڑی کو دیکھااور اس کو ٹھیک کیا2 منٹ کے بعدوہ چل پڑی۔ وہ آگے آگے اورہم پیچھے پیچھے۔ الغرض ڈھاکہ میں پہلی گاڑی زاہد جاوید کی اور دوسرے نمبر پرملک اعجاز احمد کی گاڑی داخل ہوئی اور لوگوں نے ہمیں کاندھوں پر اُٹھا لیا۔ اور پاکستان زندہ باد کے نعرے بلند ہونے لگے۔

زاہد جاوید ملک اعجاز احمد کومبارک باد دینے لگے۔ ایسے لوگ دنیا میں شازو نادر ہی پیدا ہوتے ہیں۔ جو اپنے وعدہ کا پاس ہر حالت میں کرتے ہیں۔ ان کو دنیاوی باتوں سے کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ وہ تو اپنی روح کی تسکین کوسب سے اہم فریضہ گردانتے ہیں۔

غلام حسین نے بتایا کہ مجھے افسوس ہورہا تھا کہ ہم دوسرے نمبر پر آئے ہیں لیکن ملک اعجاز احمد نے بتایا بھائی کیا ہواپہلے نمبر پر پاکستان ہی آیا ہے نا۔ لیکن دیکھو زاہد جاویدکے کتنے رشتے دار خوش ہیں،میرے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی ہےاور مجھے حقیقی خوشی نصیب ہوئی۔ کیونکہ آپ کہنے لگے کہ میرے پیر نے کہا تھا کہ ’’سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو‘‘اس لئے مجھے حقیقی خوشی نصیب ہوئی ہے۔ وہاں پر فوٹو گرافروں نے فوٹو بنائے۔ رات کو خبروں میں بھی بتایا گیا کہ پہلے نمبر پر بھی پاکستان کے زاہد جاوید اور دوسرے نمبر پر بھی پاکستان کے ملک اعجاز احمد ڈھاکہ پہنچے۔ملک اعجاز احمد کے بھائی ملک ممتاز احمد جو ڈیرہ دون اکیڈمی میں جنرل نصیراللہ بابرسابقہ وزیرِ داخلہ پاکستان کے ساتھ اکیڈمی میں رہے ہیں وہ بھی پہنچے ہوئے تھے۔ جن کی ایک حادثہ کے باعث ایک ہاتھ اور دوسرے ہاتھ کی دو اُنگلیاں کٹ گئی تھیں اور اکیڈمی میں سے بھی کورس مکمل کرنے میں کچھ ہی عرصہ رہ گیا تھا کہ واپس آنا پڑا وہ بھی وہاں ڈھاکہ پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں انٹر کانٹینٹل میں رہے۔

وہاں پر تقسیمِ انعامات کی تقریب ہوئی۔ اور انعام حاصل کیا۔ لیکن ملک اعجاز احمد نے وہ انعام حاصل کرنے کے بعدوہ پاکستان دفاعی فنڈ میں دے دیا۔ یہ ہوتے ہیں عالی ظرف لوگ۔ یہ ہوتے ہیں ملک و قوم پرجان نچھاور کرنے والے کہ انعام جو ملاوہ دفاعی فنڈ میں دے دیااور روحانی تسکین حاصل کی۔

اسی ہوٹل میں وہ سکھ جس کی گاڑی کو آپ نے پٹرول دیاتھا موجود تھا۔ اس کا ہوٹل کانٹیننٹل کا بل بھی تمام ملک عجاز احمد نے دیا۔ اور پھر فیصلہ ہوا کہ گاڑی بذریعہ بحری جہاز پاکستان بھیج دی جائے۔ اور خود ہم سب بذریعہ ہوائی جہاز واپس چلے جائیں۔

لیکن وہ سکھ وہاں آگیا اس نے ملک اعجاز احمد کوکہا کہ بالکل نہیں آپ لوگ میرے ساتھ ہندوستان (بھارت)جائیں گے اور وہاں کچھ دن رہنے کے بعدپھر آپ کو میں خود پاکستان کے بارڈر تک چھوڑ کے آؤں گا۔

وہ سکھ امرت سر کا تھا اور بیدی خاندان سے اُن کا تعلق تھا۔ چنانچہ ملک اعجاز احمد اُن کی بات مان گئے اور پھر ملک صاحب اُن کے ساتھ انڈیا گئے وہاں انہوں نے15دن ملک صاحب اور غلام حسین کوخوب انڈیا کے تمام شہروں کی سیر کروائی۔ اور خوب پارٹیاں کھلائیں۔

آخری پارٹی جوہدپور میں ہوئی۔ اس کے بعد وہ ہمیں واگہ بارڈر پرالوداع کرنے کے لئے آئے اور وہاں سے ہم پاکستان میں داخل ہوگئے۔

غلام حسین ڈرائیور نے مزید بتایا کہ میں نے ملک اعجاز احمد کے پاس 1956ء سے 1971ء تک ڈرائیوری کی۔ ملک اعجاز احمد جیسا خوش طبع، غریبوں کا محسن و غمخوارمیں نے اور کوئی نہیں دیکھا۔

دوالمیال گاؤں میں ایک آدمی تیتر کا شکار کرتا تھا اور زندہ پکڑا کرتا تھا۔ تو اُس کو ملک اعجاز احمد صاحب نے کہاہوا تھا۔ کہ جتنے تیتروہ پکڑے کسی اور کو نہیں دیناوہ تمام مجھے دینے ہیں اور اس سے معاہدہ تھا کہ کسی اور کوبھی نہیں دینااور نہ اپنے پاس کوئی رکھنا ہے۔ وہ روزانہ اس سے تیتر لیتے اور اپنی گاڑی میں ایک پنجرے میں اوپر کپڑا چڑھا ہوا اس میں رکھتے پھرچوآسیدن شاہ کے پاس ایک چڑھائی ہے جسے پونگرے والی چڑھائی کہتے ہیں۔ وہاں جنگل میں جاکران تیتروں کو اُڑا دیتے۔

غلام حسین نے بتایا کہ ایک دن میں ان کے ساتھ ان کی کار میں تھا۔ وہاں کھڑا کیا اور پنجرہ اُٹھایا اور چلے گئے۔ پھر جب واپس آئے تو میں نے پوچھا کہ اس پنجرے میں کیا تھا؟تو انہوں نے بتایا کہ اس میں ایک بلی تھی جو بہت تنگ کرتی تھی اس کو ادھر چھوڑا ہے۔

غلام حسین نے بتایا کہ اس چیز کا علم مجھے اپنی سروس کے دوران نہیں ہوااور نہ ہی کسی اور کو پتہ تھا۔ ان کی وفات کے بعدتیتر پکڑنے والے شخص نے یہ سب ماجرہ سنایا۔

غلام حسین پہلے میجراحمد سرتاج (سابق ناظم انصاراللہ ضلع چکوال) کی آرمی یونٹ میں ڈرائیور تھا۔ اور میجر صاحب کی کار چلاتا تھا۔ بعد میں وہی اُسے چٹی دند کالری میں لائے تھے۔

****

محمد آصف منہاس۔کینیڈا

میرے خالو و خسر مکرم رانا نصرت احمد

مکرم رانا نصرت احمد ناصر میرے خالو بھی تھے اور خسر بھی۔ آپ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے ۔ اس پر مستزاد یہ کہ جس کام کو بھی کرتے اس کو انتہاء تک پہنچا دیتے۔ عبادات و تسبیحات ہوں،جماعتی خدمات ہوں،اکرام ضیف ،دنیاوی تعلقات، رکھ رکھاؤ ورپھربیماری کی وجہ سے پرہیز ہی کیوں نہ ہو۔

کہیں بچپن سے ہی نماز پنجوقتہ اور پھرجوانی سے ہی تہجد بھی باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ایک دن اُن کے گھر پرسو رہا تھا کہ صبح 4بجے ان کے رونے بلکہ بلکنے کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ سب خیریت ہے؟ تو پتہ چلا کہ یہ تو روز کا معمول ہے کہ تہجد میں اسی طرح گریہ کرتے ہیں۔ ایک دو دفعہ ہمسائے بھی دروازے پر دستک دینے پہنچ گئے کہ شائد کسی صدمہ کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ اپنے بیٹے کو بھی نماز میں شامل نہ ہونے پر سختی اورسرزنش کرتے ۔اگر وہ مسجد نہ جاتا تو بہت تکلیف محسوس کرتے۔

ہمارے خاندان میں احمدیت اُن کے والد مکرم چوہدری لاب دین کی وجہ سے آئی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اس کے بعد اپنے عزیزوں مکرم غلام قادر بھٹی ، مکرم غلام نبی منہاس اور مکرم قاضی نور احمد کو بھی قادیان لے جا کربیعت کروائی۔تھوڑے عرصہ بعد دوسرے عزیزواقارب بھی ایک ایک کرکے احمدی ہوگئے۔ یوں بکھو بھٹی، سیالکوٹ کے بھٹی خاندان اور پھگواڑی ، گرداس پورکے منہاس خاندان تک احمدیت پہنچی۔یہ دونوں خاندان 1939ء میں بہاولنگر ضلع کے گائوں166مراد میں آباد ہوئے۔

مکرم رانا نصرت احمد ناصرؔ کو خلافت احمدیہ سے عشق بلکہ غیر معمولی عقیدت تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ تو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ان کے پرنسپل بھی رہے تھے۔ اُن کے ساتھ اپنے گہرے تعلق کا ذکر کرکے فرطِ محبت سے اکثر آبدیدہ ہوجاتے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی بہت گہری عقیدت تھی۔ خطبات جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست سنتے اور اگر کوئی بچہ بھی اس دوران بولتا تو طبیعت پر گراں گزرتا۔ قادیان اور لندن کے دو، دو جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت کی اور ہمیشہ حضور انور سے ملاقات کے قصے مزے سے سناتے۔

چندوں اور تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے بلکہ مرحوم والدین کا بھی چندہ ادا کیا کرتے تھے۔اپنے والد کے نام سے الفضل ربوہ بھی ہمیشہ جاری رکھا۔

قائد مقامی ، قائد ضلع وعلاقہ بہاولپور رہے۔ صدر جماعت 166مراد رہے۔مقامی اور ضلعی سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔مہمان نوازی کی خوبی بھی ان میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔

ہمارے گاؤں میں بزرگان سلسلہ باقاعدگی سے دورہ جات پر تشریف لایا کرتے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے گاؤں کی مسجد کا

سنگ بنیاد رکھا تھا۔آج سے 20سال پہلے تک مرکزی مہمانوں کا پہلا پڑاؤ ڈاہرانوالہ میں ‘‘ مرزائیوں کی دوکان’’ یعنی منہاس میڈیکل سٹور ہوتا،جو میرے والد صاحب محمد سرور منہاس اور ان کے چچا میاں مجید احمد منہاس کا مشترکہ تھا (اس میڈیکل سٹور کی بھی مہمان نوازی اور جماعت کی خدمات کی علیحدہ داستان ہے) اور گاؤں میں زیادہ تر خالوجان کا گھر۔

مکرم مولانا حافظ مظفر احمد چند سال قبل میرے ہاں کینیڈا تشریف لائے تو میری بیوی کو مخاطب کرکے کہنے لگے کہ تمہارے گھر کی مہمان نوازی سے تو ہم ایک لمبے عرصہ سے لطف اندوز ہو رہے ہیں کہ ایک لمبا عرصہ ہمارا ٹھکانہ آپ کا گھر رہا ہے۔مکرم مبشر احمد کاہلوں نے بھی مکرم خالو جان کے گھر میں پیش آنے والے بعض واقعات اپنے مخصوص انداز میں بڑے دلچسپ پیرائے میں بیان کئے۔ مکرم محمود احمد شاہدؔ (اس وقت صدر خدام الاحمدیہ)کے ساتھ بھی خالو جان کا بھائیوں والا تعلق تھا۔

دنیاوی طور پر بھی بہت ہی صاحب رسوخ آدمی تھے اور علاقہ کے معززین سے بڑا گہرا تعلق اوربہت وسیع واقفیت رکھتے تھے۔ علاقہ کے معززین آپ کی نیک نامی اور دیانتداری کے معترف تھے۔ لوگوں کے بڑے بڑے کام صرف اپنی واقفیت سے کروا دیا کرتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ رشوت کسی کام کے لئے نہیں دیتے تھے۔ بہت لوگ کہا کرتے کہ یہ کام پیسے کے بغیر نہیں ہو سکتا لیکن وہ کام پیسوں کے بغیر ہی کروا کے چھوڑتے اور کسی کے بھی کام کو جب اپنے ذمہ لے لیتے تو متعلقہ شخص سے زیادہ خود بے چین رہتے جب تک کہ اس کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا لیتے۔اپنے مزارعوں اور دیگر خدمت گاروں کا بھی ہر طرح سے خیال رکھتے ۔

ان کے بہن بھائی بہت چھوٹے تھے جب اِن کے والد صاحب وفات پا گئے لیکن بہن بھائی حقیقی معنوں میں اپنے والد کی وفات پر نہیں بلکہ اپنے اِس بڑے بھائی کی وفات پر یتیم ہوئے۔ اپنے بھائی بہنوں کے پڑھنے لکھنے سے لے کر، ان کی نوکریوں اور شادیوں تک تمام کام اپنے ہاتھوں سے سر انجام دئیے۔ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہیں ان کے ساتھ بھی ہمدرد دوست والا رویہ رکھا۔ تعلیم سے خصوصی لگاؤ تھا۔ بیٹی کو بھی ایم اے تک تعلیم دلوائی بلکہ پی ایچ ڈی کی بھی تحریک کرتے تھے ۔ بیٹا آج کل قانون کی ڈگری حاصل کررہا ہے اور قائد علاقہ بہاولپور کے طور پر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔اپنے بچوں کو جماعت اور خلافت سے وابستگی کی ضرور تحریک کرتے ۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ ہر کام انتہاء تک کرتے اسی طرح شوگر کا روگ بھی اوائل جوانی سے ہی انتہاء کا تھا۔ لیکن انتہائی محنت اور پرہیز سے اس پر قابو پائے رکھا۔اپنی بھتیجی کی شادی پر سرگودھا گئے ہوئے تھے جہاں 15جنوری2012ء کو دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا۔ خداتعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 16جنوری کو ربوہ میں مکرم حافظ مظفر احمد نے جنازہ پڑھایا اور مکرم شیخ کریم الدین امیر ضلع بہاولنگر نے بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔6۔اکتوبر2012ء کوحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے ۔آمین

****

محمد کاشف خالد

سوشل میڈیا کے فوائد و نقصانات اور صحیح استعمال

آج سے تقریباً 1500 سال قبل اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کامل دین کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ اس دنیا میں قائم فرمایا۔ جوایک عالمگیر مذہب ہے اور قرآنی شریعت ساری دنیا کے لئے آخری اور کامل شریعت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ وہ اس دین کو ساری دنیا میں پھیلا دے اور بنی نوع انسان کو دین واحد پر جمع کرے ۔ (الصف: 10)

چنانچہ اس عظیم الشان کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اس زمانہ میں مسیح موعود اور امام مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا تاکہ اُس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے ۔

قرآن اور احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب دین حق کی اشاعت اور ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے مطلق نے پہلے سے مقررکررکھے تھے ۔ اسی لئے اس زمانہ میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئیں کہ انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:۔

... وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ بھی میرے ہی لئے ہے... پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے (دعوت الی اللہ)کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسباب (اشاعت) جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی (دعوت الی اللہ) کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء ۔ غرض اس قدر سامان (دعوت الی اللہ) کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی۔

(الحکم جلد6 نمبر 43بتاریخ 30نومبر 1902ء صفحہ1-2)

سیدنا حضرت مسیح موعودکے دَور میں تو محض پریس اور ڈاک و تار کا نظام ہی ذرائع ابلاغ کے طور پر موجود تھا اور آپ نے ان ذرائع کا مکمل طور پر استعمال کرتے ہوئے ان کے ذریعہ خدمت دین کا کام کیا اور دیگر احمدیو ں کو بھی اس کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ دَور گزرتا گیا اورانسان نے کمپیوٹر ، موبائل ، ٹی وی وغیرہ کی ایجاد کرکے ساری دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنا دیا اور (اشاعت) کا کام آسانی سے ساری دنیا میں کیا جانا ممکن ہوا ۔لیکن ساتھ ہی دوسری طرف بُری فطرت کے انسانوں نے ان ایجادات کو اپنے غلیظ مفادات حاصل کرنے کا ذریعہ بھی بنایا ۔

کہتے ہیں کہ ماضی میں زمین پر قبضہ کرکے حکومت کرنا سب سے اہم کامیابی مانی جاتی تھی مگر اس ترقی یافتہ زمانہ میں انسان کے دماغ پر تسلط قائم کرکے ان پر قبضہ کرنا سب سے اہم ہو گیا ہے اور اس کام کو کرنے کا ایک بڑا ذریعہ انٹرنیٹ ہے۔ سادہ لوح انسانوں اور کم علم لوگوں کے دماغوں میں من چاہے خیالات پیدا کرکے ان کے ذریعہ اپنے مفادات حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ انٹرنیٹ ہے۔ نیز اس کے علاوہ انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی بھی قوم کے نوجوانوں کا قیمتی وقت غیر واجب کاموں میں ضائع کروا کر اُس قوم کو ترقی کے مواقع سے محروم کرنا بھی آج دجالی طاقتوں کا ایک اہم ہتھیار ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کے رنگ میں وہ ڈھال عطا فرمائی ہے جو ہمیں دجال کے ان ساحرانہ حملوں سے محفوظ رکھتی ہے ۔ خلفائے وقت نے جماعت کے نوجوانوں کو ہمیشہ ان خطرات سے متنبہ کیا جو ہر نئی ایجاد سے پیدا ہوتے ہیں اور انہیں صحیح رنگ میں خدمت دین کیلئے استعمال کرنے کا طریق سکھایا۔ اپنے پیارے خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ ہم مکمل طور پر ان چیزوں کو اپنے کنٹرول میں رکھیں اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے صراط مستقیم کی پیروی کریں۔ ان چیزوں کا مثبت فائدہ حاصل کریں اور ان کے زہریلے اور ہولناک اثر سے سب کو بچانے کی کوشش کریں تاکہ ہم خدا کے مزید فضلوں اور رحمتوں کے وارث بنیں ۔

1930ء کی دہائی میں جبکہ ہندوستان ابھی انگریزوں کی سلطنت کاایک حصہ تھا ،تب انگلستان سے انگریزوں کے ہمراہ ان کی زبان، نظام اور ثقافت کے کئی پہلو ہندوستانی معاشرہ میں گھل مل رہے تھے جہاں انگریزوں نے ہندوستان کو ریل ، تار، پریس اوردیگر کئی مفید چیزیں مہیا کرائیں وہیں دوسری طرف سینما جیسی بیماری بھی یہاں کے سادہ لوح نوجوانوں میں پھیلا دی ۔ماضی میں عیسائی مشنریز نے سینما اور ناٹک کا استعمال کرکے عیسائیت کی خوب تبلیغ کی اور Miracle & Mystery Plays کے ذریعہ دجال نے اسلام و دیگر مذاہب کے مقابلے عیسائیت کو نجات دہندہ مذہب کے طور پر پیش کیا ۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے زمانہ میں ان دجالی عزائم کی وہ بیخ کنی کی کہ مشنریز کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ بچا کہ انہوں نے احمدیوں سے مذہبی گفتگو کرنا ہی ترک کر دیا ۔ وقت کے ساتھ ساتھ سینما نے بھی ترقی کی اور مذہبی و اخلاقی ناٹکوں کی جگہ بے حیائی اور کھلی بے شرمی نے لے لی ۔سیدنا حضرت مصلح موعود نے اپنے زمانہ میں احمدی نوجوانوں سے خصوصی اپیل کی کہ وہ اس شیطانی حربہ سے ہوشیار رہیں اور اپنا قیمتی وقت ان غیر اخلاقی جگہوں پر جانے سے ضائع نہ کریں ۔ آپ نے اسے بدترین لعنت قرار دیا۔ (مطالبات تحریک جدید ، ص 27)

آج تو یہ لعنت ہمارے گھروں بلکہ ہماری جیبوں تک پہنچ چکی ہے ۔ ہمیں کس قدراس سے بچنے کی تدابیر کرنے کی ضرورت ہے آپ خود ہی اندازہ لگائیں ۔ پرانے وقت میں لوگ گانا گانے والوں اور ناچنے والیوں کو معاشرہ میں کم تر مقام پر دیکھتے تھے ۔ ان کاموں کے لئے میراثی، نٹ اور بنجارے وغیرہ مخصوص ہوا کرتے تھے لیکن آج دَور بدل گیا ہے ، آج دنیاوی لوگ انہیں باعلم افراد پر بھی ترجیح دیتے ہیں اور ان کاموں میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بچپن سے ہی بچہ کو جدو جہد کراتے ہیں۔ آج گانا گانے والے، سینما میں کام کرنے والے لوگ ڈاکٹروں، سائنسدانوں سے زیادہ دولت کماتے ہیں۔ یہ سب اس سینما کی ہی دَین ہے اور دجالی تحریک کا حصہ ۔ ہمیں اپنے گھروں کو اپنے خیالات کو ان چیزوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔حضرت مصلح موعود نے تاریخی پس منظر میں ہمیں اس لعنت سے دُور رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

تمام تباہی جو مسلمانوں پر آئی زیادہ تر گانے بجانے کی وجہ سے ہی آئی ہے ۔ اندلس کی حکومت گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی ۔ مصر کی حکومت گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی ۔ مصر پر صلاح الدین ایوبی نے حملہ کیا تو فاطمی بادشاہ اس وقت گانے بجانے میں مشغول تھا ۔

(الفضل 4 ستمبر 1958ء)

ایک طرف جہاں ٹیلی ویژن اس دَور میں دنیاوی لغویات کا سرچشمہ بنا ہوا ہے وہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی قائم کردہ جماعت احمدیہ کو اس جدید تحقیق کو مثبت رنگ میں استعمال کرنے کی سعادت بخشی ہے ۔جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد کے دَور خلافت میں جماعت احمدیہ نے ٹیلی ویژن کی دنیا

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

میں روحانی انقلاب کی بنیاد رکھی اور ایم ٹی اے کے رنگ میں ایک روحانی مائدہ گھر گھر تک پہنچانے کا انتظام ہوا ۔ جنوری 1994ء سے آج تک یہ ٹی وی چینل دَور جدید میں میڈیا و سینما کے منفی اثرات کو زائل کرنے کے لئے مسلسل مختلف زبانوں میں عالمی طور پر نشر ہورہا ہے۔

انٹرنیٹ کے جو فوائد ہیں ان سے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔ تعلیم کے میدان میں خصوصی طور پر اس نے ایک ایسا مثبت انقلاب پیدا کیا ہے کہ جس کا اندازہ گزشتہ زمانوں میں لگایا جانا ناممکن تھا۔ انٹرنیٹ دنیا کے ہر قسم کے علم سے متعلق کتب، مضامین اور تحقیقی موادکی فراہمی کا Sourceہے ۔ اس کے علاوہ مواصلاتی نظام اور روز مرہ کی زندگی کی خرید و فروخت سے لے کر کئی قسم کی سہولیات انٹرنیٹ نے ہمارے گھروں تک پہنچائی ہے ۔ دنیاوی طور پر تو اس کے بیشمار فائدے ہیں،ہی ساتھ ہی روحانی لحاظ سے بھی ہم اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خلیفہ وقت کے خطبہ جمعہ کے علاوہ ایم ٹی اے اور جماعتی ویب سائٹ پر موجود کتب سلسلہ و مضامین ہمارے لئے وہ روحانی خزانہ ہے جو انٹرنیٹ کے ذریعہ ہمیں آسانی سے میسر ہے ۔ اس مضمون میں خاکسار انٹرنیٹ کے اس فائدے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے جس سے استفادہ کرنا جو دراصل تمام مومنین کے فرائض میں شامل ہے ۔ یعنی دعوت الی اللہ اور اشاعت۔ انٹرنیٹ جہاں ذہنی استعدادوں اور علمی معیاروں کی بلندی کیلئے مددگار ہے وہیں مذہبی ترقی اور دعوت الی اللہ کے ذرائع بڑھانے میں بھی ممد و معاون ہے ۔

انٹرنیٹ پر جتنی بھی سوشل سائٹس ہیں ان پر دنیا بھر کے تعلیمی ، سیاسی ، معاشرتی میدانوں سے تعلق رکھنے والے پڑھے لکھے ماہرین سے لے کر سکول ، کالج ، یونیورسٹیز کے طلباء اور عام نوکری پیشہ افراد حتّٰی کہ معمولی انگریزی سے واقفیت رکھنے والی عوام الناس کا بڑا طبقہ موجود ہے۔ اور ان میں سے متعدد ایسے ہیں جو ان سوشل سائٹس پر بے حد Activeہیں یعنی وہ دن کے 24 گھنٹوں میں سے اکثر اوقات انہی پر صرف کرتے ہیں اور تعلیمی ، سیاسی ، مذہبی گفتگو و بحث و مباحثہ میں حصہ لیتے ہیں۔ انٹرنیٹ اور سوشل سائٹس کی طرف ہمارے ملک کی عوام کا رجحان گزشتہ چند سالوں میں حیران کن تیزی کے ساتھ بڑھا ہے جس کی وجہ انٹرنیٹ اور 4Gموبائلز کا عام ہونا ہے ۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں نوجوانوں کی تعداد کا شرح تناسب دنیا کے دیگر ممالک سے بڑھ کر ہے ۔ ایک تو ویسے ہی ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ترقی پذیر ہے اُوپر سے ان میں پڑھے لکھے نوجوانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ اب اس نئی نسل تک دین حق کا حقیقی پیغام پہنچانے کا ذمہ ہمارے سپرد ہے ۔ انٹرنیٹ پر کئی سوشل سائٹس ایسی ہیں کہ جن میں ضروری نہیں کہ ہم ذاتی طور پر کسی سے واقفیت رکھتے ہوں تبھی اس سے دینی گفتگو کر سکتے ہیں بلکہ ان پر ہم دین حق کی حقیقی تعلیم ، دین حق پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات لکھ کر ان کی توجہ حقیقی دین کی طرف مبذول کر سکتے ہیں اور اس طرح پیغام پہنچانے کے بعد وہ ہم سے خود اس ضمن میں گفتگو کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ اس ضمن میں Twitter اور Quoraکا نام سرِفہرست ہے جس میں ہمیں موجودہ دنیا کے حالات اور مذہبی و سیاسی معاملات میں سنجیدہ گفتگو کرنے والے افراد کا مجمع مل جاتا ہے ۔

گزشتہ چند سالوں میں حضور انور نے خدام و لجنہ کو فیس بک سے بچنے اور اس کے منفی اثرات سے پرہیز کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی تھی ۔ خاکسار کا ذاتی تجربہ تو یہی ہے کہ جس قدر سنجیدہ پبلک دیگر سوشل سائٹس پر موجود ہے اتنی فیس بک پر نہیں ۔ مذہبی جنون رکھنے والے ، گالی گلوچ کرنے والے اور جعلی آئی ڈی بنا کر لوگوں کو پریشان کرنے والے افراد کا اکثر حصہ اسی سوشل سائٹ پر پایا جاتا ہے اس لئے دعوت الی اللہ کے احسن مواقع ہمیں انٹرنیٹ کے ان سوشل سائٹس پر زیادہ ملتے ہیں جہاں سنجیدہ ، پڑھے لکھے اور حقائق تسلیم کرنے والے افراد کی تعداد زیادہ ہے ۔ آخر خلیفہ وقت نے ہمیں جس چیز سے روکا ہے اس کے پیچھے حکمت تو ضرور ہوتی ہے ۔ حضور نے فرمایا تھا ۔

فیس بُک کا استعمال غلط ہورہا ہے۔یہ انسان کی ذاتی زندگی میں فساد پیدا کرسکتا ہے بعض لوگوں نے میرے نام پر بنا دیا تھا۔ اس کو میں نے غلط کہا تھا۔ اس کو حرام قرار نہیں دیا اور Ban نہیں کیا۔ جماعت نے اپنی Facebook(جماعتی ویب سائٹ)پر بنائی ہوئی ہے جو دینی ضرورت پوری کررہی ہے۔ دین کی اشاعت کررہی ہے...باقی جہاں تک اس کے عمومی استعمال کا تعلق ہے تو اس کی وجہ سے لوگوں کے تعلقات و گھربرباد ہورہے ہیں۔اور لوگوں کے ننگ ظاہر ہورہے ہیں۔ ایک دوسرے کی برائیاں ہر ایک نوٹ کرتا رہے اور عیاشی حاصل ہو۔ نیک مقصد حاصل نہ ہو۔ حضور انور نے فرمایا:۔ اس فیس بک نے صرف انفرادی طور پر ہی لوگوں کا امن برباد نہیں کیا بلکہ اس نے حکومتوں کو بھی ہلاکر رکھ دیا ہے۔

(الفضل 27جولائی 2011ء بشکریہ المنار برطانیہ۔ اپریل 2012ء)

Quoraایک ایسا Platformہے جو آجکل بڑی تیزی کے ساتھ مقبولیت حاصل کر رہا ہے ۔ اس ویب سائٹس پر ایک user اپنی ضرورت کے مطابق کوئی سوال لکھتا ہے اور پھر اس سوال کے مطابق Interestرکھنے والے دیگر Usersکو اس کا جواب لکھنے کی دعوت ملتی ہے اور سب سے اچھے جواب کو سر فہرست دکھایا جا تا ہے ۔ اس پر آپ خود سوال ڈھونڈھ کر اس کا جواب لکھ سکتے ہیں اور اگر خود سوال لکھ کر دوسروں کو جواب کے لئے بلا سکتے ہیں پھر جواب در جواب کے ذریعہ ایک طویل علمی گفتگو کی جا سکتی ہے ۔

اسی طرح Twitterپر بھی ہم ان لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا سکتے ہیں جو دین حق یا مذہب کے متعلق عمومی دلچسپی رکھتے ہوں یا موجودہ دَور میں ہمارے ملک میں جو دین حق کے خلاف ایک فضا بنائی جا رہی ہے اس تعلق سے صحیح حقائق سے انہیں آگاہ کر سکتے ہیں ۔ اس ویب سائٹ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں لمبی طویل بات لکھنے کی بجائے صرف اختصار کے ساتھ مجوزہ دلائل و حقائق لکھنے کی ہی اجازت ہوتی ہے۔

موبائل فون کا بے جا استعمال

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطفال الاحمدیہ جرمنی کو اپنے خطاب میں فرمایا:

آجکل یہاں بچوں میں ایک بیماری بڑی ہے، ماں باپ کو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کوئی بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کررہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کرکے آپ کومعلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اگر فون کرنا ہوتا ہے تو ماں باپ خود پوچھ لیں گے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے بھی غلط عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ فونوں سے بعض لوگ خود رابطے کر لیتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں، گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں، بیہودہ قسم کے کاموں میں ملوث کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔ اس میں بچوں کو ہوش ہی نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کر رہیں۔

(خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 16 ستمبر 2011ء جرمنی بحوالہ اخبار بدر 13 ستمبر 2012ء صفحہ10)

’’حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے وقت کی چند ایجادات کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ آج دیکھیں سیٹلائٹ، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ نے اس میں مزید وسعت پیدا کردی ہے ۔‘‘

(خطبہ جمعہ 12،اکتوبر 2007ء)

پس آخر پر خاکسار یہ عرض کرے گا کہ سیدناحضرت مسیح موعود کی آمد کا مقصد خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور دنیا سے شیطان کی حکومت کو مٹا کر ایک نئ زمین اور نیا آسمان بنانا ہے اور یہ تبھی ممکن ہے کہ جب ہم پرانی زمین اور پرانے آسمان کے نظام کو بدل ڈالیں اور موجودہ خراب تہذیب سے منہ موڑ کر اس تہذیب کو اپنائیں جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی قائم کردہ ہے اور آج کل کی جدید ایجادات کے مضر پہلوئوں سے خود بھی بچیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو اپنے خاص فضل سے اپنی رضا کی راہوں پر چلاتا جائے اور شیطانی وساوس اور حملوں سے محفوظ رکھے ۔آمین

****

طلوع و غروب آفتاب

19فروری 2020ء	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:34	18:20
مدینہ منورہ	05:37	18:18
لندن	05:18	17:24
قادیان	05:45	18:17
ربوہ	05:25	17:57